افلا یتدبّرون القرآن ام علی قلوب أقفالھا (محمد: ۲۴)

یعنی "تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا انکے دلوں پر انکے تالے پڑے ہوئے ہیں"

تدبر قرآن مبین کی فرضیت اور عقیدہ سلفیت کا مدلل رد اور ان پر اتمام حجت

ردِ سلفیّت

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین ربانی متخرج الجامعۃ الستاریۃ الاسلامیۃ

المکتبۃ الظاہریۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

سلفیت کیا ہے:

سلفی اہل حدیث میں سے ایک مذہبی جماعت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ اللہ و رسول کا فرمان ہدایت میں سلف کی رائے کا محتاج ہے اللہ و رسول کا فرمان ہدایت کے لئے کافی نہیں اور اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے دین اسلام کی تشریح و تفصیل نہیں کی لہذا ہمیں سلف کی رائے کی طرف رجوع کرنا ہوگا یہ سلفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے یہ عقیدہ کفریہ ہے اور اتنا سخت کفر و شرک ہے کہ اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو تو اسے تھوڑا بہت ہی سمجھانا کافی ہوگا پھر جلد ہی اس پر حجت قائم ہوجائے گی پھر اگر وہ اپنا یہ عقیدہ بد نہ چھوڑے تو کافر و مرتد ہوجائے گا کیونکہ یہ بد عقیدگی بلکل واضح ہے اسکے خلاف جو آیات قرآنیہ ہیں وہ کوئی قرآن میں چھپی ہوئی نہیں ہیں بلکہ کثرت سے موجود ہیں ۔

سلفیوں کا ایک مشہور قائد کہتا ہے کہ اگر کوئی مجھے قرآن مقدس کی ایک ہزار آیات پیش کرے اور وہ اپنے مطلب میں بلکل واضح ہوں یعنی وہ مسئلہ ان سے واضح طور پر ثابت ہورہا ہو لیکن سلف صالحین نے اس سے مسئلہ ثابت نہ کیا ہو یا اسکے خلاف بات ثابت کی ہو تو میں کہوں گا سلف نے جو کہا ہے وہ حق ہے ۔ اور یہ ہی قائد ایک اور بیان میں کہتا ہے کہ " محدثین جو کہہ دیں وہ ہمارے لئے دین ہے ہمارے لئے حجت ہے ہمارا عقیدہ ہے ہم انکے تابع کھڑے ہیں وہ جو بھی ہم سے منوا لیں ہم ماننے کے لئے تیار ہیں ہم نے اپنی عقلیں محدثین کے قدموں میں ڈال دی ہیں ہمیں نہ قرآن میں نظر کرنی ہے نہ حدیث میں نظر کرنی ہے ہمیں محدثین کے مسلک پر نظر کرنی ہے "۔ ہمیں اس قائد کے مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے عقیدے پر قرآن مبین سے دلائل ہی کیوں نہ پیش کردے کیونکہ اس عقیدہ بد کا کفریہ ہونا واضح طور پر اللہ کی کتاب سے معلوم ہے یہ بلکل ایسے ہے کہ کوئی قرآن سے اس بات پر دلیلیں دے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو بھی عبادت کی جا سکتی ہے یا عیسی مسیح بھی اللہ کے سوا خدا ہیں تو یہ تشریح قبول نہیں ہوگی اور معتقد کافر مرتد ٹھہرے گا یوں ہی یہاں ہے ۔

سلف صالحین کا واجب العمل طریقہ

سلف صالحین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ کسی کے فہم و رائے و اجتہاد کو دلیل نہیں مانتے تھے وہ خود اللہ کی کتاب میں غور و فکر کرکے اس سے ہدایت لیا کرتے ہیں اور اللہ و رسول کی تشریح کو ہی کافی و شافی مانتے تھے دیکھیں

کوئی بھی صحابی کسی بھی صحابی کے فہم کو حجت نہیں جانتا تھا۔ بلکہ صحابہ خود اپنے فہم کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أيُّ أرضٍ تُقِلُّني، وأيُّ سماءٍ تُظِلُّني، إذا قلتُ في كتابِ اللّٰهِ عزوجل برأيي. أو: بما لا أعْلَمُ!

کونسی زمین مجھے اٹھائے گی، اور کون سا آسمان مجھ پہ سایہ کرے گا اگر میں اللہ کی کتاب کے بارے میں اپنی رائے سے کوئی بات کہوں یا

ایسا کچھ کہوں جو میں نہیں جانتا۔

تفسیر طبری: ۲/۱،

اسی طرح عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هذا ما رأى عُمَرُ، فإن كان صَوابًا فِمِنَ اللهِ، وإن كان خَطأً فِمِن عُمَرَ

یہ عمر کی رائے ہے۔ اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو عمر کی طرف سے ہے۔

السنن الکبیر للبیهقی: ۴، ۲۰۳

یعنی وہ خود بھی تسلیم کرتے تھے کہ ان رائے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک طرف تو وحی کے اترنے سے پہلے ہی وحی کے موافق رائے دے دیتے، ان آراء کو دنیا ''موافقات عمر'' کے نام سے جانتی ہے جیسا کہ تاریخ میں موجود ہے۔ اور دوسری طرف نبی مکرم کی وفات پہ کہتے ہیں:

''وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''

اللہ کی قسم رسول اللہ فوت نہیں ہوئے۔

اور فرماتے ہیں:

''وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ''

اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی بات تھی، اور یہ کہ اللہ تعالی انھیں ضرور اٹھائے گا اور وہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو بوسہ دے کر اعلان کرتے ہیں:

''أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ''

سن لو! تم میں سے جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ایسا زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ صحیح البخاری: ۳۶۶۸، ۳۶۶۷

یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں رائے کو یکسر رد کر دیا۔

اسی طرح امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ قانون بنا دیا تھا کہ انگوٹھے کی دیت 13 اونٹ ہے، اور اس کے ساتھ والی انگلی کی 12 اونٹ، اور درمیانی انگلی کی 10 اونٹ اور اس کے ساتھ والی کی 9 اونٹ اور چھوٹی انگلی کی 6 اونٹ (السنن الکبیر: 16368)۔ لیکن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ فتوی دیتے تھے کہ ہر انگلی کی دیت 10 اونٹ ہے۔ تو مروان نے انھیں خط لکھا کہ آپ یہ فتوی کیوں دیتے ہیں جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی آپ کو معلوم ہے، تو فرمانے لگے:

رَحِمَ اللهُ عُمَرَ، قَولُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَحَقُّ أن يُتَّبَعَ مِن قَولِ عُمَرَ رضي الله عنه

اللہ عمر رضی اللہ عنہ پہ رحم فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی نسبت پیروی کی زیادہ حق دار

ہے۔ السنن الکبیر للبیھقی: ۱۶۳۶۹

اسی طرح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اس کے جواز کا فتوی دیا جس پہ ایک شامی شخص نے کہا کہ آپ کے والد گرامی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تو اس سے منع فرماتے ہیں، تو انھوں نے کہا:

أَأَمْرَ أَبِي نَتَّبِعُ؟ أَمْ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

کیا میرے والد کی ہم اتباع کریں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانیں گے؟

جامع الترمذی: 824

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع اور قران سے منع کر دیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حج قران کا تلبیہ کہا، جس پہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کام سے منع کرتا ہوں اور آپ وہ کر رہے ہیں، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو کسی بھی شخص کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا۔

سنن النسائی: 2722

اسی طرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ زوارء کے مقام پہ جمعے کے دن ایک اذان شروع کروائی جس پہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ

جمعے کے دن کی پہلی اذان بدعت ہے! مصنف ابن أبي شيبة

معلوم ہوا سلف صالحین کے طریقے پر چلنے کے لئے اللہ و رسول کے قول کے سوا کسی کے فہم کے واجب الاتباع و دلیل ہونے کا انکار کرنا ضروری ہے ورنہ وہ رسول اللہ کی مخالفت کر کے سبیل المؤمنین اور صراط مستقیم کو چھوڑنے والا کہلائے گا اور ایسا شخص کافر مشرک ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: مامن احد الا وھو ماخوذ من کلامہ و مردود علیہ الا رسول اللہ (عقد الجید ۷۰) ''دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کی بعض باتیں درست اور بعض غلط نہ ہوں پھر اس کی درست باتیں لے لی جاتی ہیں اور غلط رد کردی جاتی ہیں سوائے رسول اللہ کے کہ تمام باتیں صحیح و درست اور مان ہی لینے کے لائق ہیں۔ ایک بات بھی ساری زندگی کی چھوڑنے کے قابل نہیں۔'

انما انا بشر اخطی واصیب فانظروا فی رای فکل ما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکل مالم یوافق فاترکوہ۔ (جلب المنفعۃ ۴۲) ''میں صرف ایک انسان ہوں کبھی میری بات درست ہوتی ہے اور کبھی غلط، تو تم میری اس بات کو جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو لے لیا کرو اور اس بات کو جو اس کے خلاف ہو چھوڑ دیا کرو (یعنی میرے فہم کو دلیل مت مانو)۔''

فانظرو فی رای فکلما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکلما یخالف فاترکوہ ''پس تم میری رائے پر بغور نظر کرو۔ اور اگر وہ قرآن و سنت

کے موافق ہو تو قبول کرو اور جب خلاف دیکھو تو ترک کردو۔''

امام شافعیؒ نے فرمایا: قال الشافعی اذا قلت قولا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلاف قولی فما یصح من حدیث النبی اولی ولا تقلدونی (عقدالجید ۵۴) 'جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور رسول اللہ نے میرے قول کے خلاف کہا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہی والی ہے پس میری تقلید مت کرو۔''

انہ کان یقول اذا صح الحدیث فھو مذھبی اذا رایتم کلامی بخلاف الحدیث فاعلموا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط (عقدالجید ۷۰) ''جب صحیح حدیث مل جائے (جانو کہ) میرا مذہب وہی ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارو۔''

فقد صح عن الشافعی انہ نھی من تقلیدہ وتقلید غیرہ (عقدالجید) ''امام شافعیؒ نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ولا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذوا الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ (عقدالجید ۷۰) ''ہرگز میری تقلید نہ کرنا اور نہ امام مالک کی اور نہ امام شافعی کی اور نہ اما اوزاعی کی اور نہ امام ثوری کی۔جہاں سے یہ تمام امام دین کے احکام و مسائل لیتے تھے تم بھی وہیں (قرآن و حدیث) سے ہی لینا۔''

وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام (عقدالجید) ''کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے''

سلفیت کے رد میں آیات کریمہ اور احادیث :

ومن لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئك ھم الکافرون (المائدۃ:۴۴)

ترجمہ: اور جو اس کتاب سے فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے اتاری ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔

ومن لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئك ھم الظالمون (المائدۃ:۴۵)

ترجمہ: اور جو اس کتاب سے فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے اتاری ہے تو وہ لوگ ناانصاف ہیں۔

ومن لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئك ھم الفاسقون (المائدۃ:۴۷)

یعنی اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتری ہے تو وہ سرکش ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا جب ہمیں کوئی فیصلہ کرنا ہو تو اللہ کی کتاب سے فیصلہ کرنا ہوگا جو اس نے اپنے نبی پر نازل کی ہے لیکن سلفی اپنے سلف کے قول و فہم سے فیصلہ کرتا ہے اللہ نے ان آیات بینات میں ایسا کرنے والوں کو کافر ظالم اور فاسق قرار دیا ہے۔

وإذا قیل لھم تعالوا إلی ما أنزل اللہ وإلی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنك صدودا (النساء:۶۱)

یعنی: اور جب انھیں کہا جائے اسکی طرف آؤ جو کتاب اللہ نے اتاری ہے یعنی رسول کی طرف تو منافقوں کو تو دیکھے گا وہ لوگ تجھ سے

خوب باز رہتے ہونگے۔

یہ ہی کام سلفی اور انکے پیشواؤں کی سنت ہے کہ جب ان لوگوں کو کہتے ہیں اللہ کی کتاب قرآن میں غور کرکے علم حاصل کرو تو وہ کہتے ہیں بلاواسطہ قرآن سے علم حاصل کرنے سے انسان گمراہ ہوجاتا ہے فہم سلف کی ضرورت ہے اور ہماری اس بات کی مخالفت میں پوری قوت لگادیتے ہیں اسکے خلاف کتابیں لکھتے ہیں تقریریں کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم سلف و محدثین کے خلاف نہیں جاسکتے اگرچہ ہم قرآن مجید کو انکے خلاف پائیں اللہ نے انھیں ہی منافقین فرمایا جو اللہ کی کتاب میں غور و فکر سے باز رہتے ہیں اور اللہ جھوٹ نہیں بولتا وہ ہر غلطی سے پاک ہے۔

وأنزلنا إليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما أنزل الله (المائدة: ۴۸)

یعني: اور اے بندے ہم نے تیری طرف الھامی کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے جو اسکے ساتھ والی کتاب کو درست مانتی ہے اور اس پر حاوی ہے لہذا ان کے درمیان اس کتاب سے فیصلہ کر جو اللہ نے نازل کی ہے۔

وأن احكم بينهم بما أنزل الله (المائدة: ۴۹)

یعني: اور یہ کہ ان کے درمیان اس کتاب سے فیصلہ کرنا جو اللہ نے نازل کی ہے۔

اللہ نے ہمیں اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی کتاب جو اس نے نبی پر نازل کی ہے اس سے لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں لیکن اللہ ہدایت دے ان سلفیوں کو اگر وہ اسکے لائق ہوں کیونکہ جو اللہ نے فرض کیا ہے وہ انکے دین میں حرام ہے کیونکہ وہ قرآن سمجھ کر اسے فیصلہ کرنے کو حرام اور باعث گمراہیت سمجھتے ہیں جب وہ اسلاف کے خلاف معلوم ہو اور اللہ نے اسہی کو حرام و کفر قرار دیا ہے کہ فیصلہ اللہ کی کتاب سے ہونا ضروری ہے۔

إن الحكم إلا لله يقص الحق وهو خير الفاصلين (الانعام: ۵۷)

یعني: فیصلہ صرف اللہ کا ہے وہ حق بتاتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

إن الحكم إلا لله أمر ألا تعبدوا إلا إياه ذلك الدين القيم ولكن أكثر الناس لا يعلمون (یوسف: ۴۰)

یعني: فیصلہ صرف اللہ کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسکی تابعداری کرو یہ درست مذھب ہے لیکن اکثر انسان یقین نہیں کرتے۔

له الحكم وهو أسرع الحاسبين (الانعام: ۶۲)

یعني: فیصلہ اسہی کا ہے اور وہ حساب کرنے والوں میں سب سے تیز ہے۔

غور کریں فیصلے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے وہ جسکو چاہے حلال کرے اور حرام کرے اور وہ انکا فیصلہ اپنی کتاب میں کرچکا ہے لیکن سلفی فہم سلف کو ہی دینی فیصلہ مان لیتا ہے اور اس پر اعتماد کرلیتا ہے حالانکہ دین کا حاکم صرف اللہ ہے اور سلفی اپنے اماموں و محدثوں یا صحابیوں کو دین میں حاکم بناتا ہے کہ وہ انکے قول اور موقف سے حلال و حرام کا فیصلہ کرے اور یہ ہی شرک اکبر

ہے اور اسی بات کو اللہ نے اپنی کتاب میں بتایا ہے فرمایا:

اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله (التوبة: ٣١)

یعنی: انھوں نے اپنے علماء اور اپنے پیروں کو اللہ کے سوا آقا بنا لیا۔

یہ ہی شرک اکبر ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو آقا بنا لیا جائے کہ انکے قول و موقف سے حلال و حرام کا فیصلہ کیا جائے۔ اس حوالے سے ایک حدیث بھی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا میں رسول اللہ کے پاس آیا اور میرے گردن میں صلیب تھی تو انھوں نے مجھ سے کہا اے عدی بن حاتم اس گندگی کو اپنے گلے سے اتار دے اور میں انکے پاس پہنچا تو وہ سورہ براءت (سورہ توبہ) پڑھ رہے تھے حتی کہ اس آیت پر پہنچے اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله (التوبة: ٣١) یعنی: انھوں نے اپنے علماء اور اپنے پیروں کو اللہ کے سوا آقا بنا لیا میں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو انھیں رب نہیں بنایا تھا تو انھوں نے فرمایا کیوں نہیں بنایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ تمہارے لئے اسے حلال قرار دیتے تھے جو تم پر حرام تھا تو تم اسے حلال مان لیتے تھے اور وہ اسے تم پر حرام قرار دیتے تھے جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا تھا تو تم اسے حرام مانتے تھے؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں انھوں نے کہا "یہ ہی تو انکی عبادت ہے" یعنی اللہ کے کلام کے سوا کہیں اور سے فیصلہ کرنا غیر اللہ کو اللہ کی حاکمیت میں شریک کرنا ہے فیصلے کا ماخذ اللہ کا کلام ہے اور وہی اسکا لائق ہے اور کوئی نہیں (جامع العلم وفضله لابن عبد البر باب فساد التقليد ونفيه والفرق بين التقليد والاتباع)

٥٨) ولا يأمركم أن تتخذوا الملائكة والنبيين أربابا أيأمركم بالكفر بعد إذ أنتم مسلمون (آل عمران: ٨٠)

یعنی: اور وہ اللہ تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ملائکہ اور انبیاء کو آقا بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کو حکم دے گا جب کہ تم فرمانبردار ہو چکے ہو!

معلوم ہوا حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے کوئی فرشتہ کوئی نبی حق و باطل کے فیصلہ کرنے کا مالک نہیں ہے اور اسکے خلاف عقیدہ رکھنا کفر ہے جب اللہ کے سوا ہمارا کوئی آقا نہیں ہے تو کسی صحابی یا محدث یا فقیہ یا مفتی مولوی پیر فقیر کو آقا بنانا کہ یہ جو کہے گا وہ ہی صحیح ہے وہ ہی دلیل ہے وہ ہی حرف آخر ہے جیسا کہ سلفیوں کا دین ہے جو تفصیل سے باحوالہ جات گذر چکا ہے وہ ضرور شرک و کفر ہے۔

قل يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم ألا نعبد إلا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون الله فإن تولوا فقولوا اشهدوا بأنا مسلمون (آل عمران: ٦٤)

یعنی: اے بندے کہہ دے اے الہامی کتاب کے دعویداروں اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاقی ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی تابعداری نہیں کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو حصہ دار نہیں بنائیں گے اور ہم ایک دوسرے کو اللہ کے سوا آقا نہیں بنائیں گے تو اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو فرمانبردار ہیں۔

والذين إذا ذكروا بآيات ربهم لم يخروا عليها صما وعميانا (الفرقان: ٧٣)

یعنی: اور (رحمن کا تابعدار وہ ہیں) جنھیں جب انکے آقا کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

سلفیوں کا نظریہ ہے کہ قرآن مجید میں غور کرکے اس سے ہدایت لینے کے بجائے سلف کے فہم و رائے کی تابعداری کرلو جب کہ اللہ کا حکم ہے کہ اسکے نیک بندے وہ ہیں جو اسکی آیتوں پر اندھے بہرے نہیں ہوتے اس میں غور و فکر کرتے ہیں ۔

أولئك الذين لعنهم الله فأصمهم وأعمى أبصارهم (۲۳) أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها (محمد: ۲۴)

یعنی : یہ وہ ہیں جنہیں اللہ نے رحمت سے دور کردیا ہے تو اس نے انھیں بہرہ کردیا ہے اور انکی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا انکے دلوں پر انکے تالے ہیں۔

سلفیوں کا نظریہ ہے کہ فہم سلف کے خلاف قرآن مجید میں غور کرنا گمراہی ہے جب کہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ جو قرآن کریم میں غور نہیں کرتا اس پر اللہ کی لعنت ہے اس کے دل پر تالے ہیں اور لعنت کافر مشرک پر ہوتی ہے ۔

صم بكم عمى فهم لا يرجعون (البقرة: ۱۸)

یعنی : بہرے گونگے اندھے ہیں کہ رجوع نہیں کرتے۔

صم بكم عمى فهم لا يعقلون (البقرة: ۱۷۱)

یعنی : بہرے گونگے اندھے ہیں کہ عقل استعمال نہیں کرتے۔

إن شر الدواب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون (الانفال: ۲۲)

یعنی : بے شک زمین پر چلنے اور رینگنے والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو اندھے بہرے ہیں جو عقل استعمال نہیں کرتے۔

سلفی اپنے اسلاف کے خلاف اللہ کی آیتوں سے اندھے بہرے ہوکر انکے فہم کی تابعداری کرتے اور کہتے ہیں وہ لوگ غلط ہو ہی نہیں سکتے یہ ہی کفر و شرک ہے یہ رتبہ صرف اللہ کا ہے اللہ ہی عیبوں سے پاک ہے اور اللہ کی کتاب سے اندھا ہونے والا کافر ہے جو عقل استعمال نہیں کرتے۔

قالوا إنا وجدنا آباءنا على أمة وإنا على آثارهم مهتدون (الزخرف: ۲۲)

یعنی : انھوں نے کہا ہم نے اپنے اسلاف کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انکے نقش قدم کے مطابق ہدایت یافتہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ طریقہ مشرکین ہے اور سنت ملعونہ ہے کہ کوئی کسی عقیدے و فکر کی پیروی صرف اسوجہ سے کرے کہ اسکے اسلاف اس پر جمع ہیں اور تحقیق نہ کرے کہ وہ نظریہ درست ہے یا نہیں اسے اللہ کی کتاب پر پیش نہ کرے اور خود کو ہدایت یافتہ صرف اسوجہ سے مانے کہ وہ اپنے بڑوں کی بات کی تحقیق کئے بغیر ہی اسکے ساتھ ہے۔

قال مترفوها إنا وجدنا آباءنا على أمة وإنا على آثارهم مقتدون (الزخرف: ۲۳)

یعنی : اس (بستی) کے آسودہ حال لوگوں نے کہا بے شک ہم نے اپنے اسلاف کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انکے نقش قدم کے پیروکار ہیں۔

وإذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباءنا والله أمرنا بها قل إن الله لا يأمر بالفحشاء أتقولون على الله ما لا تعلمون (الأعراف: ٢٨)

یعنی: اور جب وہ کوئی برائی کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے اسلاف کو اس پر پایا ہے اور اسکا حکم اللہ نے ہمیں دیا ہے کہہ دے اللہ برائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم لوگ اللہ پر ایسی بات کہتے ہو جسکی تمہارے پاس کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

قد جاءكم بصائر من ربكم فمن ابصر فلنفسه ومن عمى فعليها (الانعام: ١٠٤)

یعنی "تمہارے پاس تمہارے آقا کی طرف سے دلیلیں آچکی ہیں تو جو غور و فکر کرے گا تو وہ اسکے فائدہ میں ہوگا اور جو اندھا ہوجائے گا تو اس کا نقصان اس پر ہوگا"۔

معلوم ہوا اللہ کی کتاب کی دلیلوں کا علم حاصل نہ کرنا جاہل کے لئے وبال کا باعث ہے تو اسے ان آیتوں میں غور و فکر کرنا چاہئے تو معلوم ہوا علم قرآن سے جہالت معاف نہیں۔

كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تعقلون (البقرة: ٢٤٢) یعنی" اللہ تمہارے لئے یوں ہی اپنی آیتوں کو صاف صاف بتاتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو" معلوم ہوا اللہ نے اپنی آیتوں کو ہمارے لئے صاف صاف اس لئے بتایا ہے کہ ہم عقل استعمال کرکے اس سے ہدایت و سبق حاصل کریں اور اسے ہی اجتہاد کہتے ہیں معلوم قرآن مجید نازل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن مجید جو کہ آسان کردیا گیا ہے اس سے اجتہاد کرکے ہدایت لیں اور اپنی اصلاح کریں اور دوسروں کو اسکی تبلیغ کریں لیکن سلفی اسکے منکر ہیں وہ فہم سلف کے مقابلے میں اللہ کی آیتوں کو سمجھنا اس میں غور کرنا گمراہی و حرام مانتے ہیں ۔

انا انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون (يوسف: ٠٢) یعنی" بے شک ہم نے اس کتاب کو اتارا ہے جو پڑھی ہوئی سلیس زبان میں ہے تاکہ تم سمجھ سکو" معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنی کتاب کو سلیس زبان میں اس لئے اتارا ہے کہ ہم لوگ اسے سمجھ کر ہدایت لے سکیں اور اسے ہی اجتہاد بالقرآن کہتے ہیں پوری کوشش کرکے قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنا تو معلوم ہوا کہ اللہ قرآن معزز اتار کر ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے اجتہاد کریں اور دین کے مطابق زندگیاں گذاریں لیکن سلفی ان آیتوں سے کفر کرتے ہیں جب وہ فہم سلف کے خلاف معلوم ہوں ۔

لقد انزلنا اليكم كتابا فيه ذكركم افلا تعقلون (الانبياء: ١٠) یعنی" ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے تو کیا تم عقل استعمال نہیں کرتے" یہ بھی اجتہاد کی فرضیت کی دلیل ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب ہمارے طرف اس مقصد سے اتاری اور اس میں نصیحت رکھی تاکہ ہم عقل استعمال کرکے اس سے ہدایت حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو سنواریں اور یہ کام تلاش حق کی پوری کوشش کئے بغیر نہیں ہوسکتا اور اسکے علاوہ اللہ کا اپنی کتاب اتارنا بے کار ہے کیونکہ اس سے اجتہاد نہ ہونے کی وجہ سے غور و فکر نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نزول کا مقصد ہی فوت ہوگیا۔

وھذا کتاب انزلناہ مبارك فاتبعوہ و اتقوا لعلکم ترحمون (الانعام: ۱۵۵) یعنی" اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے مبارک ہے لہذا اسکی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاسکے" لیکن سلفی اللہ کی کتاب کی اتباع کرنے کے بجائے فہم سلف کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ وہ کتاب اللہ کو فہم سلف کے خلاف سمجھتے ہی نہیں۔

اتبع ما أوحی إلیك من ربك لا إله إلا هو (الانعام: ۱۰۶) یعنی" جو کتاب تیری طرف تیرے آقا کی جانب سے خفیہ طور پر پہنچائی گئی ہے اسکی پیروی کر کہ اسکے سوا کوئی آقا نہیں ہے"

اتبعوا ما أنزل إلیكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه أولیاء قلیلا ما تذكرون (۳: الاعراف) یعنی" جو کتاب تمہارے آقا کی طرف تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اسکی پیروی کرو اور اسکے سوا اور سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ کم نصیحت لیتے ہیں"

إن أتبع إلا ما یوحی إلی (الانعام: ۵۰)

یعنی (اے بندے کہہ دے) میں صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف پہنچائی گئی ہے۔

معلوم ہوا اتباع اللہ کی کتاب کی ہے جو اللہ نے نازل کی ہے اسکے سوا کسی کی اتباع نہیں اور لیکن سلفی سلف صالحین کی رائے و فہم کی اتباع کرتے ہیں جب کہ کسی کا فہم چاہے وہ کتنا ہی بڑا نبی ہی کیوں نہ ہو اسکا فہم وحی نہیں ہوتا فہم نبی کی اتباع بھی حرام ہے کیونکہ وہ وحی نہیں تو صحابیوں اور محدثوں کے فہم کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔

یا أیها الذین آمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منكم فإن تنازعتم فی شیء فردوه إلی الله والرسول إن كنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر ذلك خیر وأحسن تأویلا (النساء: ۵۹)

یعنی اے ایمان لانے والوں اللہ کی فرمانبرداری کرو یعنی رسول کی اور جو تم میں سے جو حکم والے ہیں انکی فرمانبرداری کرو پھر اگر تم کسی امر میں اختلاف کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ اگر واقعی تم اللہ اور روز آخرت کو قبول کرتے ہو یہ بہتر اور بہت اچھی تشریح ہے۔

معلوم ہوا اگر اختلاف ہوجائے تو اسکے حل کے لئے اللہ رسول کے فرمان کیطرف فیصلہ لوٹانے کا حکم ہے لیکن سلفی اسکا الٹ کرتا ہے وہ فیصلہ اسکے فرمان کی طرف لوٹاتے ہیں جسکو انھوں نے سلف مانا ہے محدثوں و صحابیوں کی رائے کی طرف حالانکہ یہ حق اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ نے فرمایا اگر تم اللہ اور روز آخرت کو تسلیم کرتے ہو تو ایسا کرو اور ظاہر ہے جو ایسے نہ کرتا وہ مومن نہیں ہے۔

اهدنا الصراط المستقیم (۶) صراط الذین أنعمت علیهم (الفاتحة: ۷)

یعنی: ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے انکا راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

جن پر اللہ نے انعام کیا ہے ان کے طریقے پر چلنا ہے وہ انبیاء و صالحین ہیں اور انکا طریقہ گذرچکا کہ وہ وحی کے سوا کسی کی فہم و رائے کو دلیل و حجت نہیں مانتے تھے جیسے کہ ہم پیش کرچکے ہیں لیکن افسوس سلفیوں نے سلف صالحین سے غداری کی اور

انکا منہج چھوڑ کر انکی تابعداری و تقلید شروع کردی جو کہ صرف اللہ سبحنہ کے لئے ہے۔

سلفیوں کے اعتراضات اور جوابات

پہلا اعتراض: سلفی کہتے ہیں اللہ نے فرمایا "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا" (البقرۃ:۱۳۷) ترجمہ: "اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا جائیں گے۔" اللہ نے اسہی طرح ہمیں ایمان لانے کا حکم دیا جسطرح صحابہ ایمان لائے تھے معلوم ہوا سلف کی رائے و فہم ہم پر حجت ہے"

پہلا جواب: صحابہ کی طرح ایمان لانا یہ ہے کہ وہ جس طریقے پر تھے ہمیں بھی اسہی طریقے پر چلنا چاہئے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے صحابی کے فہم و رائے کو دلیل نہیں مانتے تھے بلکہ کہ رسول اللہ کے فہم کو بھی دلیل نہیں مانتے تھے صرف اللہ کے فرمان کو حجت مانتے تھے جو اس نے اپنے نبی پر اتارا ہے ملاحظہ کریں

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هذا ما رأى عُمَرُ، فإن كان صوابًا فمن الله، وإن كان خطأً فمن عُمَرَ

یعنی یہ عمر کی رائے ہے۔ اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو عمر کی طرف سے ہے۔(السنن الکبیر للبیھقی: ۲۰۳۶۴)

ابن عباس نے روایت کیا کہ جب نبی کریم کے مرض میں شدید آگئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے تو حضرت عمر نے کہا نبی کو تکلیف کا غلبہ ہوگیا ہے یہ رہنے دو ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہی ہمیں کافی ہے (صحیح البخاری: ۱۱۴)

دیکھیں حضرت عمر سے بڑا کون سلف صالح ہوگا لیکن انہوں نے نبی کی حدیث تک کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن کریم موجود ہے وہی ہمیں کافی ہے یہ نبی کی رائے کو صرف اس لئے ٹھکرانا ہے کہ ہمارے پاس نبی قرآن لا چکے ہیں وہی اللہ و رسول کا قول ہے تو ہمیں کسی حدیث کسی رائے و فہم کی ضرورت نہیں تو نبی نے حضرت عمر کو زجر نہیں کیا ان پر تنقید نہیں کی کہ عمر تم میری رائے کو کیسے رد کرسکتے ہو یا حدیث کو رد نہیں کرسکتے تو یہ ہے منہج صحابہ کہ وہ نبی کی رائے و فہم کو بھی دلیل نہیں مانتے تھے تو صحابیوں اور محدثوں کی فہم کی تو ذرہ برابر بھی حیثیت نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا جب قیدیوں کو گرفتار کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمرؓ سے فرمایا تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو حضرت ابوبکر نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ وہ ہمارے چچا زاد اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ ان سے فدیہ وصول کرلیں اس سے ہمیں کفار کے خلاف طاقت حاصل ہوجائے گی اور ہوسکتا ہے کہ اللہ انہیں اسلام لانے کی ہدایت عطا فرما دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول میری وہ رائے نہیں جو حضرت ابوبکر کی رائے ہے بلکہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ انہیں

ہمارے سپرد کردیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں عقیل کو حضرت علیؓ کے سپرد کریں، وہ اس کی گردن اڑائیں اور فلاں آدمی میرے سپرد کردیں۔ اپنے رشتہ داروں میں سے ایک کا نام لیا تاکہ میں اس کی گردن ماردوں کیونکہ یہ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں پس رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کی رائے کی طرف مائل ہوئے اور میری رائے کی طرف مائل نہ ہوئے جب آئندہ روز میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ دونوں بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے بتائیں تو سہی کس چیز نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے دوست کو رلا دیا پس اگر میں رو سکا تو میں بھی روؤں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں آپ ﷺ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی اختیار کرلوں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس وجہ سے رو رہا ہوں جو مجھے تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا ہے تحقیق مجھ پر ان کا عذاب پیش کیا گیا جو اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا اللہ کے نبی ﷺ کے قریبی درخت سے بھی اور اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ) "یہ بات نبی کی شان کے مناسب نہیں ہے کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں (کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہائے "(صحیح مسلم: ۴۵۸۸)

تو یہاں نبی اور ابو بکر دونوں کی رائے غلط ثابت ہوئی اور جناب عمر نے نبی اور ابو بکر دونوں سے اختلاف کیا اور پہلے بھی سلف صالحین کا طریقہ ہم نے بتایا ہے کہ وہ کسی کا فہم و اسکی رائے دلیل نہیں مانتے تھے چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

دوسرا جواب: اس آیت کریمہ میں اللہ مشرکین سے خطاب کررہا ہے کہ وہ مؤمنوں کی طرح ایمان لے آئیں لیکن یہ آیت سلفیوں نے مؤمنوں پر فٹ کر دی لہذا سلفیوں کا اس سے یہ استدلال کرنا جو وہ کرتے ہیں باطل و بیکار ہے۔

دوسرا اعتراض: "وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ" (التوبة: ۱۰۰)

ترجمہ: "اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اولین لوگ اور وہ لوگ جو ان کے نقش قدم پر چلے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔"

اس آیت میں صحابہ عہد اول کے ایمان کو معیار بنایا گیا ہے، جو ان کے فہم دین کی حقانیت پر دلالت کرتا ہے۔

پہلا تسلیمی جواب: اس آیت کریمہ میں صحابہ کے فہم دین اور انکی رائے کو حاکم نہیں بنایا جارہا دین کا حاکم تو صرف اللہ کی کتاب ہے حاکمیت صرف اللہ کی ہے اور حق و باطل کا معیار صرف اللہ کا فرمان ہے جو اس نے نبی پر اتارا بلکہ اس آیت میں یہ بتایا جارہا ہے مہاجر و انصار صحابہ اور ہجرت کرنے والے اور انکی مدد کرنے والے انصار صحابہ کے طریقے پر چلنے والے لوگوں سے اللہ راضی ہے اور وہ بھی اللہ سے راضی ہیں لہذا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے اور صحابہ کا طریقہ یہ ہی ہے جو روایات اور آیات میں گذرچکا ہے کہ وہ اللہ کی وحی کے ساتھ کچھ حجت نہیں مانتے تھے۔

تیسرا اعتراض: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ" (سنن ابی داؤد: ۴۶۰۷، ترمذی: ۲۶۷۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (صحیح بخاری: ۲۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۳۳)

ترجمہ: "سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر ان کے بعد والے، پھر ان کے بعد والے۔"
اس حدیث میں سلف صالحین (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کی فضیلت اور ان کے طریقے کی حقانیت واضح کی گئی ہے۔
جواب: بے شک اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ اولین اور دیگر صالحین کے طریقے پر ہی ہمیں چلنا ہے لیکن یہ طریقہ وہی ہے جو ہم بتا چکے ہیں کہ وحی کے سوا کسی کی فہم و رائے کو حجت نہیں مانا جائے جیسا کہ اصحاب رسول کا طریقہ تھا اس میں تو سلفیوں کا رد ہے کہ انہوں نے صحابہ کے طریقے و منہج کے چھوڑ کر انکے فہم کو حجت مان لیا۔
چوتھا اعتراض: "وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ" (النساء: ۱۱۵)
ترجمہ: "جو شخص ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرے، ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ گیا۔"
اس سے معلوم ہوا کہ (نعوذ باللہ) فہم سلف کی تابعداری کرو ورنہ مؤمنوں کے راستے سے انحراف ہوگا اور ایسا شخص جہنمی ہے۔
جواب: اس آیت بینہ میں بتایا جارہا ہے جو ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کا طریقہ چھوڑے وہ جہنمی ہے اور یہ جہنمیوں والا کام سلفی لوگ کررہے ہیں کہ ایک تو انہوں نے اللہ و رسول کے بتائے ہوئے طریقے سے یعنی وحی کے سوا کسی کا فہم و رائے دلیل نہیں اس سے کفر کیا اور مؤمنوں کے طریقہ سے انحراف کیا جو صحابہ و صالحین کا طریقہ ہے کہ وہ کسی کے فہم کو نہیں مانتے تھے اگرچہ وہ نبی کا فہم ہی کیوں نہ ہو وہ صرف اللہ کی وحی کی اپنے اوپر حجت مانتے اور اسکی تابعداری کرتے جیسا کہ گذرچکا ہے۔

صحابہ اولین کا ایک دوسرے کی حدیثوں کو رد کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں کسی صحابی سے حدیث سنتا تو اسے کہتا کہ قسم کھاؤ تم نے واقعی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، جب وہ قسم کھا لیتا تب میں اس کی بات کا اعتبار کرتا۔

(سنن ابوداؤد ۱۵۲۱- سنن ترمذی ۳۰۰۶- سنن ابن ماجہ ۱۳۹۵- مسند احمد ۲- مسند احمد ۱۰۱۷۳)

صحابیہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حدیث بیان کی جو قرآن کے خلاف تھی تو حضرت عمر نے فرمایا ہم ایک عورت کی روایت پر کتاب اللہ کو نہیں چھوڑ سکتے۔

(صحیح مسلم ۳۷۱۰- سنن نسائی ۳۵۷۹- سنن ابوداؤد ۲۲۹۱- مسند احمد ۲۷۴۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پیش کی گئی تو انہوں نے قرآن کی آیت پڑھی اور حدیث کا انکار کردیا اور فرمایا کہ ابن عمر کو غلط فہمی ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا تھا۔

(صحیح مسلم ۲۱۵۴- سنن نسائی ۲۰۷۸- مسند احمد ۳۳۵۵)

ہو سکتا ہے کوئی ان روایات پر یہ کہہ دے کہ ایک صحابی سے غلطی ہو سکتی ہے یا وہ بھول سکتا ہے لیکن اگر ایک حدیث کئی لوگ بیان کریں تو وہ غلط نہیں ہو سکتی۔

چلیں اس کی مثال بھی دیکھتے ہیں:
ایک حدیث جس کو کئی صحابہ (عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، ابوھریرہ، سیدہ ام سلمہ، سھل بن سعد، جابر انصاری، سعد بن مالک) بیان کرتے ہیں، یہ حدیث سیدہ عائشہ کو سنائی گئی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور سخت غصہ کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کہا تھا۔

(صحیح البخاری ۵۷۵۳- صحیح البخاری ۵۰۹۵- سنن ابن ماجہ ۱۹۹۵- سنن نسائی ۳۶۰۰- سنن ابن ماجہ ۱۹۹۴- سلسلۃ الصحیحہ ۱۱۴۲- سلسلۃ الصحیحہ ۱۰۶۱- مسند احمد ۲۴۹۳۸)۔

جمادی الاولی/۱۴۴۶/۲۷ وانا المفتقر ظھیر الدین بن ذاکر الدین بن عبد البارئ بن عبد الجلیل الی ربہ المقتدر وختمت ھذا الکتاب فی رد عقیدۃ السلفیۃ الشنیعۃ الکفریۃ لتقوم الحجۃ علیھم بعون اللہ العلی تعالی عن کل عیب و ردئ وسمیتہ "**ردسلفیت**" ربنا زدنا علما وتقبل عنا ھذا السعی وزادنا نفعا بہ یوم الدین ولک الدین الخالص وسبحانک ربنا ولک العزۃ جمیعا وسلام علی المرسلین والحمدلک یا رب العلمین۔